نذورات درگاہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی تقسیم کا

فیصلہ

جو ۲۰؍ دسمبر سنہ ۱۹۳۷ء کو

ججان پریوی کانسل لارڈ تھنکرٹن۔ سر جارج رنکن۔ سر شادی لال

نے صادر کیا۔

ناشر

سیٹھ نور محمد درگاہ بازار اجمیر

عہدہ تولیت درگاہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر

ایک تاریخی

فیصلہ

جو پریوی کانسل نے ۲۹ جولائی ۴۶ء کو سنایا

جس میں

یعنی متولی موروثی نہیں ہے

فاضل ججان پریوی کانسل نے طے کیا ہے کہ عہدہ تولیت کسی خاندان یا فرد کیلئے موروثی نہیں ہے اور اسکے تقرر کا حق درگاہ کمیٹی کو حاصل ہے

مع تعارف

مولوی محمد خلیل خاں غوری ایم۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈوکیٹ کونسل درگاہ کمیٹی اجمیر و سینیر وائس چیرمین میونسپل کمیٹی اجمیر

شائع ہو گیا ہے

جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے قیمت انگریزی اور اردو فی کاپی ۶ ؍

ملنے کا پتہ: حافظ غلام محمد یونانی دواخانہ درگاہ بازار اجمیر شریف

فیصلہ

اس مقدمہ میں متنازعہ فیہ ان نذورات کی تقسیم ہے جو اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر زائرین پیش کرتے ہیں۔

مزار مذکور درگاہ خواجہ صاحب اجمیر کے نام سے موسوم مسلمانوں کی ایک زیارت گاہ ہے اور زائرین جو نذورات درگاہ میں پیش کرتے ہیں انکے متعلق اکثر سجادہ نشین (جسکو دیوان صاحب بھی کہتے ہیں) اور خدام کے مابین تنازعہ رہتا ہے سجادہ نشین خواجہ صاحبؒ کی اولاد ہیں اور خدام خواجہ صاحب کے ابتدائی خادموں کی اولاد سے ہیں۔

ستمبر ۱۹۱۳ء میں موجودہ سجادہ نشین کے پیشرو دیوان شرف الدین نے نذورات درگاہ شریف میں سجادہ نشیں کے حصہ کا دوامی ٹھیکہ بعوض مبلغ پانچسو روپیہ سالانہ خدام کو دیدیا تھا تقریباً دس برس تک سجادہ نشین اور خدام کے درمیان تقسیم نذورات کے متعلق کوئی تنازعہ نہ ہوا ۱۹۲۲ء میں دیوان شرف الدین کا انتقال ہو گیا اور ان کے جانشین دیوان سید آل رسول علیخاں مقرر ہوئے جنہوں نے اس ٹھیکہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو نذورات میں سجادہ نشین کے حصہ کے متعلق ان کے پیشرو خدام کے حق میں لکھ گئے تھے انکے انکار سے قدیم تنازعہ زندہ ہو گیا اور موجودہ مقدمہ بازی کی نوبت آئی۔

جھگڑا دراصل سجادہ نشین اور خادموں کے درمیان ہے لیکن درگاہ کمیٹی بھی نذورات میں حصہ دار ہے اس کمیٹی میں وہ لوگ ہیں جو قانون اوقاف مذہبی ن ۱۸۶۳ء کی رو سے درگاہ کی جائداد کے متعلق ٹرسٹی کے فرائض انجام دینے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں ابتدائی عدالت نے ہر فریق مقدمہ کے حقوق کا تصفیہ کیا لیکن کے فیصلہ کے خلاف اپیل میں جوڈیشل کمشنر اجمیر میرواڑہ نے اس عدالت کے فیص میں بعض امور کے متعلق ترمیم کی جس پر آئندہ بحث کی جائیگی سجادہ نشین اور خدا دونوں نے عدالت اپیل کے فیصلہ سے ناراض ہو کر ملک معظم کی کانسل میں اپیل د کی ہے ججان کانسل ان امور پر غور کرنے کے بعد جو بحث میں انکے سامنے پیش کئے گئے ہیں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صرف ایک معمولی بات کے علاوہ عدالت ماتحت اپ کے فیصلہ پر کوئی اعتراض کامیاب نہیں ہو سکتا۔

امور متنازعہ کی اہمیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ججان کانسل مناسب سمجھتے ہیں ک ان امور پر نمبروار بحث کی جائے۔

نذورات میں سجادہ نشین کے حصہ کے دوامی ٹھیکہ کی صحت و جواز کے متعلق عدال اپیل نے عدالت ابتدائی کے فیصلہ سے اتفاق کیا اور قرار دیا ہے کہ نذورات میں ح حق دیوان کے عہدہ سے وابستہ ہے اور ہر عہدہ دار کو اپنے عہدہ کی مدت تک ا حصہ وصول کرنے کا حق ہے اگر کوئی دیوان نذورات میں اپنا حصہ منتقل کر دے تو پابندی اسکے جانشین پر لازم نہیں ہے اس قرار داد کی تردید میں خادموں کے فاض

وکیل نے بھی کچھ بحث نہیں کی ہے لہذا یہ امر واضح ہے کہ اس ٹھیکہ نامہ کی بنا پر دیوان کو نذورات میں اپنا جائز حق طلب کرنے سے محروم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اب رہا ان نذورات کا جھگڑا جو زائرین پیش کرتے ہیں تو انکے متعلق عدالت اپیل کے روبرو تمام فریقین نے یہ امر تسلیم کر لیا تھا کہ قبر پوش وغیرہ ایسی اشیاء ہیں جو درگاہ شریف کے استعمال کیلئے پیش کی جاتی ہیں اور ان چیزوں میں جو درگاہ شریف میں پیش کی جاتی ہیں امتیاز کرنا چاہئیے نذورات جو دوسرے ذیل میں آتی ہیں دیوان اور خدام کے مابین تقسیم ہو سکتی ہیں لیکن وہ اشیاء جو خاص طور پر درگاہ کے استعمال کیلئے پیش کی جائیں درگاہ کی ملکیت ہیں لیکن خدام کا دعویٰ یہ ہے کہ جو چیز درگاہ کے استعمال کیلئے پیش کی جائے وہ اسی وقت درگاہ کی ملک قرار دیجا سکتی ہے جبکہ معطی نے اسپر خدام کو تاوان یعنی حفاظت کی اجرت ادا کر دی ہو لیکن اس بیان کی تائید میں کہ اگر کوئی چیز درگاہ کے استعمال کیلئے پیش کی گئی ہو اور معطی نے اس کا تاوان ادا نہ کیا ہو تو وہ خدام کی ملکیت ہو جاتی ہے کوئی دستاویزی شہادت پیش نہیں کیگئی ہے خدام نے اپنے دعوے کی تائید میں محض زبانی شہادت پر بھروسہ کیا ہے عدالت اپیل نے بجا طور پر اس شہادت کو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ خدام کا یہ دعویٰ بالکل نامعقول اور ناقابل قبول ہے لہذا قبر پوش اور سونے چاندی کے برتن و آلات جو درگاہ کے استعمال کیلئے پیش کئے جائیں وہ درگاہ شریف کی جانب سے درگاہ کمیٹی کو اپنی تحویل میں رکھنے چاہئیں کہ ان نذورات میں نہ دیوان کو شرکت کا حق ہے نہ خدام کو۔

اب نذورات میں جو خالص درگاہ شریف کی ملکیت نہیں ہیں دیوان اور خدام کے حقوق کا سوال باقی رہتا ہے دیوان کا دعویٰ یہ ہے کہ جس قدر نذورات درگاہ شریف میں پیش ہوتی ہیں ان سب کا حقدار میں ہوں خدام کا ان میں کوئی حق نہیں ہے، انکا دعویٰ شاہجہاں بادشاہ کے فرمان مورخہ ۱۶۴۰ء پر مبنی ہے لیکن اس فرمان کی اصلیت مشتبہ ہے اور دونوں ماتحت عدالتوں نے بالاتفاق یہ قرار دیا ہے کہ اس فرمان پر عملدرآمد نہیں ہوا اور سابقہ دیوان و خدام کے مابین نذورات کی تقسیم کا جو طریقہ رائج رہا وہ بھی اس فرمان کی تشریحات کے خلاف ہے ججان کاؤنسل کی رائے یہ ہے کہ اس واقعہ کے متعلق عدالتہائے ماتحت کے متفقہ فیصلہ سے انحراف کی کوئی معقول وجہ نہیں پائی جاتی اسلئے دیوان کا دعویٰ جسکی رو سے خدام کو نذورات میں حصہ پانے سے محروم کرنا مقصود ہے خارج کیا جاتا ہے دیوان نے اپنی اپیل میں صرف یہی ایک بات کہی ہے لہذا انکی اپیل ناکام قرار دیجاتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ جو نذورات خاص طور پر درگاہ کے استعمال کیلئے پیش نہیں کی جاتیں وہ عمارت متعلقہ مزار شریف کے مختلف مقامات پر دیجاتی ہیں لیکن تمام قیمتی نذورات اصل عمارت یعنی گنبد شریف کے اندر پیش کی جاتی ہیں جس میں حضرت خواجہ صاحبؒ کا مزار ہے خدام کا کہنا یہ ہے کہ دیوان کو صرف ان نذورات میں حصہ لینے کا حق ہے جو مزار کے پائیں یعنی تختہ پر پیش کی جائیں اور ان نذورات میں جو مزار پر کسی دوسری جگہ پیش کی جائیں دیوان کا کوئی حق نہیں ہے عدالت اپیل نے یہ

قرار دیا ہے کہ اس امتیاز کی تائید میں کوئی شہادت نہیں ہے اور یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ خدام نے اپنے بیان تحریری میں اس امتیاز کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے لہذا اس تنقیح پر عدالت اپیل کے فیصلہ کو بحال رکھا جاتا ہے۔

بعض دیگر کم قیمت نذورات ایسی بھی ہیں جو دستور کے مطابق خالص خدام کی ملکیت سمجھی جاتی ہیں خواہ گنبد شریف کے اندر دیجائیں یا باہر فاضل جوڈیشل کمشنر نے یہ قرار دیا ہے کہ اس قسم میں تانبہ کے سکے، کوڑیاں اور سکوں کے علاوہ چاندی سونے کی وہ اشیاء جن کی قیمت آٹھ آنہ سے کم ہو نیز موٹا جھوٹا گھٹیا سوتی کپڑا داخل ہے، خدام کی بحث یہ ہے کہ دو آنہ اور اس سے کم حیثیت کے سکے خواہ تانبہ کے ہوں یا چاندی نکل یا اور کسی دھات کے خالص ان کا حق ہیں ظاہر ہے کہ خدام کو جو روضہ کے خدمتگار ہیں وہ کم قیمت سکے جو زائرین انہیں ان کی خدمت کے صلہ میں دیتے تھے انہیں اپنے کام میں لینے کی اجازت تھی اور اس کی بھی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ سجادہ نشین جس کو ایک اہم اور باوقار حیثیت حاصل ہے وہ ان کم قیمت سکوں میں حصہ طلب کرے جو زائرین خدام کو زائرین کی خدمت کے صلہ میں بطور انعام دیتے ہیں اس باب میں تانبہ اور دوسری دہات کے سکوں میں امتیاز کی بھی کوئی شہادت موجود نہیں ہے درحقیقت یہ بھی مشتبہ ہے کہ عدالت اپیل کے جج کا ارادہ بھی اس قسم کے امتیاز کا تھا یا نہیں۔

ججان کاؤنسل کا خیال یہ ہے کہ تمام سکے جن کی قیمت دو آنہ سے زیادہ نہ ہو

وہ خواہ تابہ کے ہوں یا کسی اور دیہات کے خدام کا حق نہیں صرف اس حد تک خدام کا اپیل منظور ہے باقی تمام امور کے متعلق عدالت اپیل کا فیصلہ بحال رکھا جاتا ہے۔

ججان کانسل یہ امر بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ درگاہ کمیٹی جس کا فیصلہ زیر اپیل میں ذکر ہے اس کا منصب یہ ہے کہ درگاہ کی جانب سے درگاہ کی ملک و جائداد پر قابض و متصرف رہے اس کو درگاہ کے خلاف کوئی علیحدہ حق نہیں ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ دیوان کا اپیل تو خارج کیا جائے اور خدام کا اپیل صرف اس حد تک منظور کیا جائے جس کا اوپر ذکر ہے اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ خدام کو جو کامیابی ہوئی ہے وہ محض ایک خفیف بات پر ہوئی ہے اور باقی تمام لحاظ سے وہ بھی ناکام رہے ہیں ججان کانسل کی رائے ہے کہ اس جگہ کا خرچہ فریقین بذمہ فریقین رہے۔ چنانچہ ججان کانسل اپنا یہ مشورہ ملک معظم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

ماخوذ از تعمیر ۳ جنوری ۱۹۳۸ء